سوال

میرے دوست نے اپنی بیوی کو ماہ رمضان میں طلاق دے دی، حالانکہ اس کی بیوی پانچ ماہ کی حاملہ تھی، طلاق کا سبب یہ تھا کہ اس کی بیوی کا شادی سے قبل بوائے فرینڈ تھا، کسی شخص نے اسے کہا کہ وہ اپنے پرائے بوائے فرینڈ سے ملتی رہتی ہے حتیٰ کہ شادی کے بعد بھی ملاقات ہوتی ہے، اس لیے اس شخص نے اپنے والدین کے دباؤ کے تحت اسے طلاق دے دی تو کیا اس کا یہ فعل صحیح ہے، اور کیا اللہ سبحانہ وتعالی اس کا یہ عمل قابل قبول ہے یا نہیں؟ اور ماں کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کے بارہ میں کیا ہے اور مستقبل میں اس بچے کی حالت کیا ہوگی اور ماں کی حالت کے متعلق بھی بتائیں؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

اللہ تعالی آپ کی حفاظت فرمائے: آپ نے جو سوال کیا ہے اس میں کئی ایک مسائل ہیں:

اول:

آپ نے بیان کیا ہے کہ آپ کے دوست نے بیوی کو حمل کی حالت میں طلاق دے دی تو اہل علم کا اجماع ہے کہ یہ طلاق واقع ہوجاتی ہے

کیونکہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی صحیحین میں حدیث ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اسے حکم دو کہ وہ اس سے رجوع کرے اور پھر طاہر ہونے کی صورت میں یا پھر حمل میں طلاق دے"

یہ اس کی دلیل ہے کہ حاملہ عورت کو دی گئی طلاق واقع ہوگی

دیکھیں: فتاوی الطلاق ابن باز (45/1).

دوم:

رہا وہ سبب جس کی بنا پر طلاق دی گئی ہے کہ کسی شخص نے اسے بتایا کہ اس کی بیوی نے اپنے پرانے بوائے فرینڈ کے ساتھ شادی کے بعد بھی تعلقات رکھتی ہے

ہم اس طرح کی خبر دینے والوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ کسی بھی خبر کو نقل کرنے سے قبل اس کی تصدیق اور ثبوت حاصل کریں، اور پھر اس خبر کو نقل کرنے کا مقصد اصلاح ہو اور اس خاوند کو بھی چاہیے تھا کہ وہ اس خبر کی تصدیق اور تحقیق کرتا، اور بغیر ثبوت کے طلاق نہ دیتا

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ الحجرات (6).

بغیر کسی ثبوت اور بغیر دیکھے ہی طلاق دینے میں جلدی کرنا قابل اطمنان سبب کے بغیر شادی کی نعمت کو ضائع کرنے کے مترادف ہے، اور پھر اس خاندان کو بھی ضائع کرنے کا باعث ہے جسے اللہ سبحانہ وتعالی نے بطوراحسان بنی آدم کےلیے ذکر کیا ہے

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے آرام وسکون پاؤ، اس نے تمہارے درمیان محبت وہمدردی قائم کر دی، یقینا غورو فکر کرنے والوں کےلیے اس میں بہت ساری نشانیاں ہیں الروم (21) .

اس لیے اگر اس کےلیے کوئی ایسی چیز ثابت ہو جائے جس پر وہ راضی نہیں تو اسے اس کی اصلاح کرنی چاہیے کیونکہ وہ عورت پر حاکم ہے، یا پھر اس کے عیب کو چھپاتے ہوئے اس سے علیحدگی اختیار کر لے اور اسے چھوڑ دے

سوم :

اگر شادی سے قبل بیوی کے کسی کے ساتھ حرام تعلقات تھے اور اس نے شادی سے قبل ہی توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لی اور حرام تعلقات ختم کر لیے تو پھر اسے اس کے گناہ کی عار دلانا جائز نہیں کہ اس پر طعن کیا جائے شادی سے پہلے تو تم ایسی تھی، کیونکہ توبہ کرنے والا بالکل ایسے ہی ہے جیسے کسی کا کوئی گناہ ہی نہ ہو

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے، اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے، اور جو کچھ تم کر رہے ہو سب جانتا ہے الشوری (25) .

اسے ذلیل ورسوا کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی اس کے عیوب کی شہرت کرنا جائز ہے، اور نہ ہی اس کے ماضی پر اس کا محاسبہ کرنا جائز ہے، بلکہ اس کے معاملہ کو چھپایا جائے اور اس کی ستر پوشی کی جائے، کیونکہ جو شخص کسی دوسرے کی ستر پوشی کرتا ہے اللہ سبحانہ وتعالی اس کی دنیا وآخرت میں ستر پوشی فرماتا ہے

اس طرح کے امور سے ہمارے لیے شریعت اسلامیہ کی حکمت واضح ہو جاتی ہے کہ اس نے مرد وعورت کے ہر اس تعلق کو منع کیا ہے جو پسند نہیں، مثلا کسی مرد کا کسی عورت کو دیکھنا اور اس سے مصافحہ کرنا، اور اس سے خلوت کرنا چاہے شادی سے قبل ہو یا شادی کے بعد یہ جائز نہیں

چہارم :

رہا مسئلہ خاوند کے والدین کا بہو پر لگائے گئے الزام کو ثابت ہوئے بغیر ہی بیٹے پر اسے طلاق دینے کا دباؤ ڈالنا تو یہ صحیح نہیں، کیونکہ والدین کی اطاعت وفرمانبرداری تو نیکی ومعروف کے کاموں میں ہے جو اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب اور پسند ہیں

جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"اطاعت وفرمانبرداری تو نیکی ومعروف کے کاموں میں ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (7245) صحیح مسلم حدیث نمبر (1840) .

اب والدین نے اس بیٹے کو بغیر کسی گناہ کے بہو کو طلاق دینے میں جلدی سے جو حکم دیا ہے وہ نیکی میں شامل نہیں

پنجم :

رہامسئلہ اس کے پیٹ میں جوبچہ ہے اس کے متعلق گزارش ہے کہ : شرعی قاعدہ اوراصول ہے کہ "الولد للفراش "بچہ بستر کا ہے ، اوروہ خاوند کے تابع ہوگا ، اورخاوند کی ہی شمار کیا جا ئیگا

لیکن اگر خاونداس سے برات کا اظہار کردے توپھر نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے :

"بچہ بستر (والے) کا ہے ، اورزانی کے لیے پتھر ہیں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2053) صحیح مسلم حدیث نمبر (1457) .

یعنی وہ بچہ خاوند کی طرف منسوب ہوگا اوراس کے نسب سے شمار کیا جا ئیگا ، اوراسے شبہ وغیرہ شمار نہیں کیا جا ئیگا ، خاص کراس حالت میں جس میں یہ ظاہر ہورہا ہے کہ شبہ والی بات بہت بعید کی ہے

اورپھر دین اسلام تونسب کے ثبوت کی رغبت دلاتا ہے اس لیے اس خاوند کواپنے آپ پر وسوسہ کا دروازہ نہیں کھولنا چاہیے کہ اس کی مطلقہ عورت جوبچہ جنے گی اس کے متعلق وہ وسوسہ کا شکار ہوجائے ، کیونکہ اس کے خلاف تواس کے پاس کوئی دلیل ہی نہیں ہے

اوراگر خاونداس طلاق کے بعد بیوی سے رجوع کرنا چاہتا ہے اور بیوی ابھی حاملہ ہی ہے اور طلاق ایک بار ہوئی ہے یا پھر دوبار تووہ اس کی شرعی طور پر بیوی ہے کیونکہ ابھی عدت ختم نہیں ہوئی

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اور حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنے حمل وضع کرلیں .

لہذااس کو بیوی سے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے ، اوروہ رجوع کرتے وقت دو گواہ بنا لے تواس طرح وہ اس کی بیوی بن جائيگی ، اوراگراس کا حمل وضع ہوچکا ہے اوریہ پہلی یا دوسری طلاق تھی تووہ اس سے نئے مہر کے ساتھ پوری شروط کی موجودگی میں نیا نکاح کرسکتا ہے

اس کواس طرح کی خبروں سے بچ کررہنا چاہیے اوراپنی بیوی کی حفاظت وعصمت کی حرص رکھے اوراسے ہر شک وشبہ کی جگہ سے بچا کر رکھے

واللہ اعلم .

الشیخ محمد صالح المنجد

26810